جب سچائی ناپختہ پیغام رساں سے موصول ہو

ایک دوست نے ایک بار ایسی بات کہی جو دل کو لگی: "اگر اختلاف نہ ہو، تو ترقی بھی نہیں ہوتی۔" پہلے یہ ایک خوبصورت جملہ لگا، مگر جتنا اس پر غور کیا، اتنا یہ حقیقت محسوس ہوا۔ میری زندگی میں ہر اہم ترقی—چاہے سوچ میں ہو، ایمان میں، یا تعلقات میں—ہمیشہ اختلاف، بے چینی اور ٹکراؤ کے لمحات سے پیدا ہوئی ہے۔

لیکن ساتھ ہی مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ جب کوئی ایسا شخص کوئی اچھی بات کہے جس سے میرا اختلاف ہو، تو دل فوراً اسے رد کرنے لگتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ دل پہلے ہی اس کے لیے بند ہو چکا ہوتا ہے۔ شاید اس نے پہلے سخت لہجے میں بات کی ہو۔ شاید اس کا رویہ ایسا ہو کہ دل سے دور ہو جائے۔ تو جب وہ سچ بات بھی کہے تو میں اسے قبول کرنے کے لیے راضی نہیں ہوتا۔

اور یہی وہ جگہ ہے جہاں ہم خود اپنے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں۔

ایک مانوس منظر

فرض کریں آپ دفتر کی میٹنگ میں ہیں۔ ایک ایسا ساتھی، جو اکثر بدتمیزی یا بے اعتنائی دکھاتا ہے، اچانک ایک واقعی مفید تجویز دے دیتا ہے۔ دل میں کیا ہوتا ہے؟ ذہن کا ایک حصہ کہتا ہے: "اسے کریڈٹ کیوں دوں؟ یہ تو مجھے کبھی عزت نہیں دیتا" مگر ذہن کا دوسرا حصہ مانتا ہے کہ بات صحیح ہے۔

اگر آپ صرف کہنے والے کی وجہ سے بات رد کر دیں تو نقصان آپ کا ہے۔ اسے آپ کے نہ ماننے سے فرق نہیں پڑے گا، لیکن آپ فائدے سے محروم ہو جائیں گے۔
سمجھداری کا رویہ زیادہ مشکل لگتا ہے کہ سچ کو سچ مانیں اس کی پرواہ کیے بغیر کہ یہ کیسے پیش کیا گیا ہے۔

پیغام اور پیغام رساں

یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں: خدا نے حق کو اپنے پیغام پہنچانے والوں کی اچھائی کا پابند نہیں بنایا۔ وہ والدین جو خود بعض کمزوریوں کا شکار ہوں، پھر بھی اپنی اولاد کو قیمتی سبق سکھا سکتے ہیں۔ وہ استاد جن میں کچھ اخلاقی خامیاں ہوں، پھر بھی طالب علم کے دل میں حکمت کا چراغ جلا سکتے ہیں۔ کبھی کسی اجنبی کے بے دھیانی میں کہے گئے الفاظ میں بھی بصیرت ہو سکتی ہے—اگر ہم اقدار کو رویے پر قربان نہ ہونے دیں۔

جب کوئی سچ کہے مگر خود اس پر نہ چلے، یہ اس کا اور اللہ کا معاملہ ہے۔ مگر جب ہم تعصب کی وجہ سے سچ سن کر بھی اسے ٹھکرا دیں، تو یہ ہمارا خدا کے ساتھ معاملہ بن جاتا ہے۔

باطنی نظم وضبط

اس طریقے سے جینے کے لیے نظم وضبط ضروری ہے:

- **انا کو روکیں:** پہلے یہ پوچھیں، "کیا بات درست ہے؟" یہ نہیں کہ "کہنے والا کون ہے؟"
- **کام کی بات اپنا لیں:** ایک اچھا لفظ بھی زندگی بدلنے کا نقطہ آغاز بن سکتا ہے۔
- **باقی چھوڑ دیں:** غلط بات اور تکلیف دہ رویے کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔

یہ بالکل ایسے ہے جیسے مٹی میں سے سونا چھاننا—آپ مٹی سے چمکتے ہوئے ذرات سمٹ لیتے ہیں جو آپ کی زندگی سنوار دیتے ہیں۔

غور وفکر اور جائزہ

ترقی وہاں پنپتی ہے جہاں اختلاف برداشت کیا جائے۔ شرط یہ ہے کہ دل اتنا کھلا ہو کہ خیر کو پہچان سکے—خواہ وہ کسی ایسے شخص کی زبان سے نکلے جسے ہم پسند نہ کرتے ہوں۔ ہر ملاقات، ہر گفتگو میں ترقی کا امکان ہوتا ہے۔ سوال صرف یہ ہے: کیا ہم اتنی عاجزی اپنائے ہوئے ہیں کہ جہاں سے سچ ملے اسے قبول کر لیں، اور اتنے مضبوط کہ باقی کو چھوڑ دیں؟